سُورَةُ الزِّلْزَال

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا بنائی اور سجائی ہے اور انسان کو اس دنیا میں اشرف المخلوقات بنا کر امتحان کے لیے بھیجا ہے اور ایک خاص مدت کے بعد یہ دنیا رب کائنات ہی کے حکم سے زیر و زبر کر دی جائے گی اور ایک دوسرا عالم وجود میں آئے گا اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے روئے زمین پر پیدا ہونے والے تمام انسان زندہ ہو جائیں گے تاکہ دنیا کی چندروزہ حیات مستعار کے نتائج انہیں سنا دیے جائیں۔

قیامت کا سماں بڑا خوفناک ہوگا کہ زلزلوں کی شدت سے زمین تھرتھرا اٹھے گی اور اپنے سارے بوجھ نکال باہر کرے گی۔ اس دن زمین کے گوشے گوشے سے انسان الگ الگ اپنے مرقدوں سے نکل آئیں گے۔ اور میدان محشر میں حساب کتاب کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ زندگی کے اعمال نامے ان کے ہاتھوں میں تھما دیے جائیں گے۔

اس دن انسان کی کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں رہے گی، ہر بدی خواہ اس نے کتنے ہی پردوں کے اندر چھپ کر کی ہو، اس کے سامنے رکھ دی جائے گی، اسے انکار کی قطعی کوئی گنجائش نہ ہوگی، اگر انسان نے انکار کیا بھی تو رب قدیر کے حکم سے زمین کو قوت گویائی مل جائے گی جو انسانوں کی ہر قسم کی نقل و حرکت کو ٹھیک ٹھیک بیان کر دے گی۔

سُورَةُ الزِّلْزَال

آیات:۸ رکوع:۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا(۱) وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ
اَثۡقَالَهَا(۲) وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا(۳) یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ
اَخۡبَارَهَا(۴) بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَهَا(۵) یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ
اَشۡتَاتًا ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ(۶) فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا
یَّرَهٗ(۷) وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ(۸)﴾

جب زمین اپنی شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال باہر کرے گی اور انسان کہے گا یہ اسے کیا ہوا؟ زمین اس روز اپنے حالات بیان کرے گی کیونکہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہوگا، اس دن لوگ الگ الگ نکلیں گے کہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔

﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا﴾

جب زمین اپنی شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔

اِذَا جب، ظرف زمان، یہ لفظ وقت کو ظاہر کرتا ہے، یعنی لوگو! اس وقت کو یاد رکھو، زُلۡزِلَتِ ہلائی جائے گی، ماضی مجہول واحد مؤنث غائب (زَلۡزَلَ، یُزَلۡزِلُ، زِلۡزَالًا) ہلا ڈالنا، جھٹکے دینا، الزِّلۡزَالُ، بھونچال، زلزلہ، اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، الۡاَرۡضُ زمین، ارض وسما (زمین آسمان) اردو میں استعمال

ہوتا ہے۔زِلْزَالَهَا(زِلْزَالَ.هَا) بھونچال۔اپنے سے، یہاں پر 'ھا' کی ضمیر زمین کی طرف جاتی ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کی بہت سی سورتوں اور آیتوں میں قیامت کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے کہ کسی درجہ کا کچھ منظر سامنے آجاتا ہے، اس ''سورۃ الزلزال'' میں بھی قیامت کا ذکر اسی طرح فرمایا گیا ہے، ارشاد فرمایا گیا ہے: ''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا'' مطلب یہ ہے کہ ذرا سوچو اس وقت کیا حال ہوگا جب ساری زمین مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک اور نیچے سے اوپر تک ایک غیر معمولی قسم کے زلزلہ اور بھونچال سے ہلا ڈالی جائے گی، یعنی ایک ایسا بھونچال آئے گا جو ساری زمین کو زیر و زبر کر دے گا۔ زلزلے مقامی بھی ہوتے ہیں اور علاقائی بھی، لیکن قیامت کا زلزلہ اور بھونچال پورے کرۂ ارض کا زلزلہ ہو گا اور ہماری پوری دنیا کو تہ و بالا کر دے گا، قرآن مجید ہی میں دوسری جگہ (سورہ حج کے شروع میں) فرمایا گیا ہے۔ ''اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ'' یعنی قیامت کا زلزلہ بہت ہی عظیم چیز ہے، آگے فرمایا گیا ہے کہ جب وہ برپا ہوگا تو ہیبت ناکی کا یہ عالم ہوگا کہ بچوں کو دودھ پلاتی مائیں اپنے پیارے چہیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور حمل والیوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے اور لوگ ہوش و حواس کھو بیٹھیں گے۔ اس سورہ مبارکہ میں لفظ ''زِلْزَالَهَا'' اس زلزلہ کی شدت اور غیر معمولی پن کو ظاہر کر رہا ہے۔

یہ زلزلہ قیامت اس وجہ سے بھی انتہائی ہوش ربا ہوگا کہ بالکل اچانک آئے گا۔ پہلے کسی کو اطلاع نہ ہوگی، کوئی اندازہ نہ ہوگا، سورہ اعراف میں فرمایا گیا ہے: لَا تَأْتِیْکَ اِلَّا بَغْتَةً ''قیامت جب آئے گی، تو بالکل اچانک آئے گی''۔ (درس قرآن)

﴿وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا﴾

اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال باہر کرے گی۔

وَ اور، عاطفہ، سلسلہ کلام کو جاری رکھنے کے لیے ہے، اَخْرَجَتِ نکالے گی، ماضی واحد مؤنث غائب، زمین عربی زبان میں مؤنث ہے اس لیے اس کے لیے یہ صیغہ آیا ہے، الْاَرْضُ زمین، اَثْقَالَهَا (اَثْقَالَ.هَا) بوجھ۔اپنے، 'ھا' ضمیر واحد مؤنث غائب زمین کے لیے آیا ہے، اَثْقَالَ کا مفرد ثِقْلٌ ہے،

ثقیل، وزنی، بوجھل، ثقیل غذا نہ کھاؤ، ایسی غذا جو دیر سے ہضم ہو۔ اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''یہ وہی مضمون ہے جو ''سورۃ انشقاق'' آیت نمبر 4 میں اس طرح بیان ہوا ہے، ''وَ اَلْقَتْ فِیْهَا وَ تَخَلَّتْ'' اور جو کچھ اس کے اندر ہے، اسے باہر پھینک کر خالی ہو جائے گی، اس کے کئی مطالب ہیں، ایک یہ کہ مرے ہوئے انسان زمین کے اندر جہاں جس شکل اور جس حالت میں بھی پڑے ہوں گے، ان سب کو وہ نکال کر باہر ڈال دے گی اور بعد کا فقرہ (وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا) اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس وقت ان کے جسم کے تمام بکھرے ہوئے اجزا جمع ہو کر از سر نو اسی شکل و صورت میں زندہ ہو جائیں گے جس میں وہ پہلی زندگی کی حالت میں تھے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو وہ کیسے کہیں گے کہ زمین کو یہ کیا ہو رہا ہے؟ دوسرا مطلب یہ ہے کہ صرف مرے ہوئے انسانوں ہی کو وہ باہر نکال پھینکنے پر اکتفا نہ کرے گی، بلکہ ان کی پہلی زندگی کے افعال و اقوال اور حرکات و سکنات کی شہادتوں کا جو انبار اس کی تہوں میں دبا پڑا ہے، اس سب کو بھی وہ نکال کر باہر ڈال دے گی۔ اس پر بعد کا یہ فقرہ (یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا) دلالت کرتا ہے کہ زمین اپنے اوپر گزرے ہوئے حالات بیان کرے گی۔ تیسرا مطلب بعض مفسرین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سونا، چاندی، جواہر اور ہر قسم کی دولت جو زمین کے پیٹ میں ہے، اس کے بھی ڈھیر کے ڈھیر وہ باہر نکال کر رکھ دے گی اور انسان دیکھے گا کہ یہی وہ چیزیں ہیں جن پر وہ دنیا میں مرا جاتا تھا، جن کی خاطر اس نے قتل کیے، حقداروں کے حقوق مارے، چوریاں کیں، ڈاکے ڈالے، خشکی اور تری میں قزاقیاں کیں، جنگ کے معرکے برپا کیے اور پوری پوری قوموں کو تباہ کر ڈالا۔ آج وہ سب کچھ سامنے موجود ہے اور اس کے کسی کام کا نہیں بلکہ الٹا اس کے لیے عذاب کا سامان بنا ہوا ہے۔''

(تفہیم القرآن، ج:٦)

﴿وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا﴾ اور انسان کہے گا، یہ اسے کیا ہوا؟

وَ اور، عاطفہ، قَالَ کہے گا (قَالَ، یَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، اَلْاِنْسَانُ انسان یعنی بنی نوع انسان، مَا لَهَا (مَا. لَهَا) کیا ہوا۔ اسے، ''لَهَا'' کی ضمیر واحد مؤنث غائب بھی زمین کی طرف جاتی ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''اس ہولناک صورت حال کا انسان پر جو اثر پڑے گا، یہ اس کی تعبیر ہے کہ وہ بدحواس ہو کر پکار اٹھے گا کہ ارے، یہ اسے کیا ہو گیا ہے کہ یہ کسی طرح ٹلنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے اور اپنے اندر کی ہر چیز باہر نکالے دے رہی ہے؟ اسی طرح کی گھبراہٹ مجرموں پر اس وقت بھی طاری ہوگی جب ان کے اعمال کا رجسٹر کھلے گا، اس وقت بھی وہ کہیں گے، مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا، عجیب ہے یہ کتاب! کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں ہے جو اس کی گرفت سے باہر رہ گیا ہو۔ (تدبر قرآن، جلد:۸)

﴿يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ﴾

اس دن لوگ الگ الگ نکلیں گے کہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں۔

يَوْمَئِذٍ اس دن ظرف زمان، يَّصْدُرُ النَّاسُ آئیں گے لوگ (صَدَرَ، يَصْدُرُ، صَدْرًا) نکلنا، اَشْتَاتًا الگ الگ، تنہا تنہا، لِّيُرَوْا (لِ. يُرَوْا) فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب، تاکہ دکھائے جائیں (اَرٰى، يُرِىْ، رُؤْيَةً) دکھانا، اَعْمَالَهُمْ (اَعْمَالَ. هُمْ) اعمال ان کے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''اس دن لوگ قبروں سے اس طرح نکلیں گے کہ کسی کے ساتھ نہ اس کے اہل خاندان ہوں گے نہ اعزّہ واقرباء، نہ اس کا جتھا ہوگا، نہ خدم وحشم، نہ املاک وجائیدادنہ اعوان وانصار، نہ سفارشی اور نہ شفاعت کرنے والے، بلکہ ہر ایک اپنے رب کے حضور تنہا حاضر ہوگا، یہ مضمون قرآن کے دوسرے مقامات میں نہایت وضاحت سے بیان ہوا ہے، مثلاً سورہ مریم میں فرمایا: وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا (۹۵) سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے اور سورہ انعام میں فرمایا: وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (۹۴) ''لو اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا۔'' (تدبر قرآن، ج:۸)

﴿فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ، وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾

جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی، وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔

فَمَنۡ (فَ. مَنۡ) پس۔ جس نے، يَّعۡمَلۡ عمل کیا ہوگا، فعل مضارع واحد مذکر غائب (عَمِلَ، يَعۡمَلُ، عَمَلًا) عمل کرنا، مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ ذرہ کے برابر بھی، خَيۡرًا اچھا (عمل) يَّرَهٗ (يَّرَ. هٗ) وہ دیکھ لے گا، اسے "هٗ" کی ضمیر واحد مذکر غائب، عمل کی طرف جاتی ہے، وَمَنۡ اور جس نے، يَّعۡمَلۡ عمل کیا ہوگا، مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ ذرہ برابر بھی، شَرًّا برائی کا، يَّرَهٗ (يَّرَ. هٗ) تو وہ اسے پالے گا، "هٗ" کی ضمیر واحد مذکر غائب عمل کی طرف جاتی ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ ہر مؤمن و کافر کی ہر چھوٹی بڑی نیکی یا بدی اس کے سامنے آئے گی تو ضرور لیکن اس قاعدے کے مطابق آئے گی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے دوسرے مقامات میں بیان فرمایا ہے یعنی ایک مؤمن یہ دیکھے گا کہ اس سے نیکیوں کے ساتھ ساتھ فلاں فلاں غلطیاں بھی صادر ہوئی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی فلاں فلاں نیکیوں کو ان کا کفارہ بنا دیا ہے، اسی طرح ایک کافر یہ دیکھے گا کہ اس نے بدیوں کے ساتھ کچھ نیک کام بھی کیے ہیں لیکن اس کے وہ نیک کام اس کے فلاں برے اعمال وعقائد کے سبب ضائع ہوگئے، اس وجہ سے وہ ان کے صلہ سے محروم رہا۔

اس قاعدے پر پرکھے جانے کے بعد نجات پانے والوں اور ہلاک ہونے والوں کے لیے جو ضابطہ مقرر ہوا ہے وہ سورہ القارعہ میں یوں بیان ہوا ہے:

فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَهُوَ فِيۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ، فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (٦ تا ٩)

"پس جس کے پلڑے بھاری ہوں گے، وہ تو دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانا دوزخ کا کھڈ ہوگا۔" (تدبر قرآن، ج:۸)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) ہماری موت کے بعد بھی زندگی کا سفر جاری وساری رہے گا جو یا تو ابدی اوردائمی راحت میں تبدیل ہو جائے گا یا پھر ہمیشہ اور نہ ختم ہونے والے عذاب اور تکلیف میں بدل جائے گا۔ کامیابی اور ناکامی کا انحصار دنیاوی زندگی پر ہے۔ اس چندروزہ زندگی کو صبر واستقامت سے احکام الٰہی کے مطابق گزارنے پر آخرت میں کامیابی ملے گی اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی جنت ٹھکانا ہے اور خواہشات نفس کا پجاری بن کراس فانی زندگی کو برباد کرنے والے ہمیشہ کے عذاب میں پھنس کررہ جائیں گے اوراللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی دوزخ ان کاٹھکانا ہوگی۔ (اللھم اجرنا من النار)

۲) ہماری دنیاوی زندگی کا ہر ہر لمحہ ریکارڈ کیا جارہا ہے۔ جو کچھ ہم اس دنیا میں کہہ رہے ہیں یا کررہے ہیں اس کے ہر وقت کا حساب رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”کراماً کاتبین“ یعنی بزرگ فرشتوں کی جماعت مقرر ہے جو ہماری ہر بات اور ہر عمل من وعن لکھ لیتے ہیں اور ہم روز جزاو سزا اپنے ہر قول وفعل کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، انکار کی قطعی کوئی گنجائش نہ ہوگی، اس روز ہماری زندگی کی فلم ہمارے سامنے آجائے گی۔

..................o..................